رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

[ہندو]ستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا ایک [اخ]بار

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان

ایڈیٹر و پرنٹر شیخ محمد یوسف

جلد ۲۰ — نمبر (۴۱)

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)
سالانہ سرپرستوں سے دس روپے (عہ)
" امراء سے پانچ روپے (ہ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲- سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مستحکم کرنا۔

KHILAFAT LIBRARY

سالانہ جلسہ سر پر آگیا

سالانہ جلسہ میں صرف ڈیڑھ مہینہ ہی رہ گیا

اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہمارا جو ان کے ہاتھ پر بک چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپکی اٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں۔ آپکی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالنے سے آپکے پاک الفاظ میں یہ تھی۔ کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلائے کلمۃ الاسلام اکٹھے ہوا کریں۔ سو بحمد اللہ یہی پاک مقصد اب تک اس اجتماع میں ہمارے مدنظر ہے۔ استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام یہ دونو وہ پاک اغراض ہیں۔ جن کیلئے قرون اولی کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ اور ہر قسم کی تکالیف و مشکلات برداشت کر کے ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا۔ اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ انہوں نے تو آرام طلبی کیلئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر اس کو چھوڑ کر انکو بڑی بڑی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ اور دنیا میں انکی سلطنت اور ان کی شوکت ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۃ الاسلام کے مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں۔ جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا کرتے ہیں کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جائیگا۔ یا سفر میں ایسی ایسی تکالیف پیش آئینگی۔ خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو تاکہ تمہارے اندر ایک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے۔

گو آج کل دنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھکر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ اللہ تعالے نے اس راہ پر چلایا ہے اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لیکر آتے ہو۔ جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی بنا ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالے کبھی اخلاص سے اٹھائے ہوئے قدم کو ضائع نہیں کرتا۔ ہاں اگر استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام کو چھوڑ کر ادھر کا رخ کرو تو بے شک تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا۔ اور تکلیف بھی ناحق اٹھائی۔ مگر کس قدر تم پر خدا کا فضل ہے۔ کہ اس دہری غرض کو پورا کرنے کیلئے ہمیں اس نے کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے۔ ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقع دیا ہے۔ جس سے بہتر اور مخلص ناصح دنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل سکتا اور دوسری طرف اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں۔ ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمہیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھکر اور اسکی گذشتہ کارروائی کو سنکر کیسا اچھا ملتا ہے۔ اور اس طرح پر تمہاری یہ دونو ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اعلیٰ ہونی چاہئیں کس احسن طریقہ پر پوری ہو رہی ہیں۔ جو لوگ ہمارے احباب میں سے اکثر قادیان آتے رہتے ہیں۔ اور یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے۔ کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے میں موقع مل سکتا ہے۔ تو وہ یہی سالانہ اجتماع ہے۔ پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے۔ کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کیلئے تحریک کریں بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں۔ انکو خوب سمجھنا چاہئیے۔ کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو مگر تھوڑے ہی دنوں میں طبیعت کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو سالانہ اجتماع کے شمولیت کے رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہئیے۔ میرے دوستو اللہ تعالے نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کیلئے قائم کیا ہے اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی بڑی ذمہ واری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ واری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں کہ اگر ہم خاموشی سے اپنی چند متعلقین کا پیٹ بھرنے کا سامان کر دیں تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ اس ذمہ داری کو کہاں تک تم نے سمجھا ہے۔ اور ابھی کونسا حصہ اس کا پورا کیا ہے۔ جو سست ہو گئے ہو۔ خدا کے لئے سستی کو چھوڑ دیں۔ ورنہ اندیشہ ہو کہ اس ذمہ داری کے ناقابل سمجھکر خدا کا ہاتھ الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کیلئے اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں۔ اور اگر کوئی مشکل نظر آوے تو اس پر غالب آنیکے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں جو چھوٹے چھوٹے عذروں کیوجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو جبتک اس گر کو ہاتھ میں لیکر کام نہ کروگے۔ کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کیلئے تم اپنے مشغلوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کیلئے خرچ نہیں کر سکتے جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کو ہاتھ سے دیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

گنیش جی

(نوشتہ مولوی محمد ظفر صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)

دوسروں کے مذہب سے واقف ہونا اچھا ہے لیکن قرآن پاک کے احکام کے مطابق ہمیں دوسروں کے مذہبی ہستیوں کو برے نام سے یاد نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ ہمارے مقدس بزرگوں کو برا کہیں گے۔ لہذا جب ہم دوسروں کے اوتاروں کا ذکر کریں۔ تو اس میں یہ پہلو ہونا چاہیئے۔ کہ اس سے ہماری مذہبی واقفیت بڑھتی ہے۔ چنانچہ ہم گنپتی کے تہوار کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ گنیشور وہ دیوتا ہے۔ جس کو انسدادی طاقت حاصل ہے۔ بالفاظ دیگر اس کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ وہ کسی کام کو روک دے۔ اور یہ بھی طاقت حاصل ہے کہ کسی رکاوٹ کو دور کرے۔ لنگ پران میں اس دیوتا کی پیدائش کا تذکرہ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسر اور راکھشسوں نے کچھ نیک کام اور قربانیاں کرکے شوجی سے سب سے بڑے دیوتا کو خوش کرکے کچھ کرامات حاصل کرلیں۔ ان قوتوں سے مضبوط ہوکے انہوں نے دیوؤں سے لڑکے انہیں شکست دینی شروع کردی۔ اندر ایک دوسرے دیوتا کو ان شکستوں سے رنج پہنچا۔ اس نے اس مہا دیوتا سے شکایت کی۔ اور عرض کی۔ کہ کوئی ایسی ہستی پیدا کی جائے۔ جو رکاوٹوں کا دیوتا ہو۔ یعنی وگنیشور پیدا ہو۔ جو اسروں اور راکھشسوں کے نیک اعمال کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالے۔ جس کی وجہ سے وہ آئندہ ایشور سے کوئی انعام حاصل نہ کرسکیں۔ شیوجی نے دیوتاؤں کی بات مان کے اپنی رضا ظاہر کی۔ کہ اس کے ایک بیٹا ہوگا۔ جو ان کی اس غرض کو پورا کردیگا۔ اس پر اس کی ایک اسمہ یعنے طاقت نے ایک خوشنما شکل اختیار کرکے پاربتی سے جنم لیا۔ اس کا نام شیو نے وگنیشور رکھا۔ اور اس کو ہدایت کی کہ وہ اسروں راکھشسوں اور دوسرے شریروں کو قربانیاں اور نیک اعمال کرنے سے روکے۔ لیکن دیوتاؤں اور دوسرے نیک لوگوں کی نیک کوششوں میں مدد دے۔ اس وقت سے وگنیشور برابر اپنے ہندو پوجاریوں کی دنیا میں اپنا یہ فرض انجام دے رہا ہے ؛

اس سے ظاہر ہے۔ کہ وگنیشور پر تمام نیک کاموں کے روکنے اور آسان کرنے کا جیسی کہ کرنے والے کی نیت کے مطابق ضرورت ہو۔ رکھا گیا۔ پورانوں میں اور بھی روایات ہیں۔ جن سے اس دیوتا کی پیدائش کا حال معلوم ہوتا ہے۔ شیو پران میں مذکور ہے۔ کہ مختلف جگہوں میں وگنیشور کی ابتدا مختلف ہے۔ اب سوتنکلپہ کے مطابق اس کی پیدائش بیان کی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ جے اور وجے پاربتی کے دو مصاحبوں نے اس سے کہا کہ گو نندی بھرنگی وغیرہ شیو کے خادموں میں سے بڑے بھی خادم ہیں۔ لیکن کیا اچھا ہو۔ اگر ترا کوئی علیحدہ ہی اپنا خادم ہو۔ یہ مشورہ پاربتی کو پسند آیا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا۔ کہ وہ اپنے محل کے کسی اندرونی کمرہ میں نہا رہی تھی۔ شو کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اتفاق سے وہ اس کمرہ میں پہنچ گیا۔ اس وقت پاربتی کو اپنے مصاحبوں کی نصیحت کی قدر معلوم ہوئی۔ چنانچہ اس نے فوراً ایسے شخص کے پیدا کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جو اس کا وفادار خادم بنے۔ اس نے اپنے جسم کی کچھ میل لے کے اس سے ایک خوبصورت پتلا بنایا۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ دروازہ پر سخت پہرہ دے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی اندر نہ آنے دے۔ ایک مرتبہ خود شیو کو اپنی بیوی سے ملنے کے لئے جانے کا اتفاق ہوا۔ لیکن وہ کمرہ میں داخل نہ ہوسکا۔ کیونکہ نئے دربان نے راستہ روک لیا۔ شو نے اس کی منت بھی کی اور دھمکایا بھی۔ لیکن سب بے اثر رہا۔ اس پر اس نے زبردستی اندر جانے کی ٹھان لی۔ اس پر اس دربان نے ایک چھڑی سے کچھ چوٹیں شو کے بدن پر لگائیں۔ اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ اپنی بیوی کے اس حقیر ملازم کی اس گستاخی پر برہم ہوکے اس نے اپنے بھوت گنوں یعنی دیوؤں کو اسے فوراً مار ڈالنے کا حکم دیا۔ لڑائی میں شو کے دیوتاؤں کو شکست ہوئی اور سب بھاگ گئے۔ اس پر وشنو شبرا و سبنی وغیرہ نے شو کی طرف سے وگنیشور سے طاقت آزمائی کی۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ پاربتی نے جب دیکھا۔ کہ اس کا بیٹا زبردست حریفوں کے مقابلہ میں یکہ وتنہا لڑ رہا ہے۔ اس نے اس کی مدد کے لئے اپنی دو چھوٹی چھوٹی دیوتائیں بھیجیں۔ وہ اپنی مخفی طاقت سے ان تمام حربوں کو جو وگنیشور پر چلائے جاتے تھے۔ اپنی طرف کھینچ لیتی تھیں۔ اور اس طرح وگنیشور کو بچالیتی تھیں۔ جب دیکھا کہ کھلی لڑائی بیکار ہے۔ وشنو نے چال چلنی مناسب سمجھی اپنی مایا کے زور سے اس نے ابتری پھیلادی۔ یہ حال دیکھ کے دونوں دیوتائیں اپنے کو بیکار سمجھ کے پاربتی کے پاس واپس آگئیں۔ اب شیو کو وگنیشور کا سر کاٹ کے پھینک دینا آسان ہوگیا۔

نرادہ ایک پرش پاربتی کے پاس اس کے بیٹے کی ہلاکت کی خبر لے گیا۔ جسے سن کے وہ اس قدر برہم ہوئی۔ کہ اس نے ایک ہزار لڑاکا دیوتائیں پیدا کرکے ان سب پر جنہوں نے اسکے بیٹے کے ہلاک کرنے میں حصہ لیا تھا۔ ہلاکت برسانے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ان پر حملہ کرکے انہیں بڑا زچ کیا۔ ان کو اس مخمصہ سے بچانے کے لئے نرادہ اور دوسرے بزرگوں نے پاربتی سے التجا کی۔ اس نے ان کی استدعا اس شرط پر منظور کی۔ کہ اس کا بیٹا پھر زندہ ہوجائے۔ شیو نے دیوتاؤں کو شمال کی طرف فوراً بڑھنے اور سب سے پہلی جاندار چیز کا سر اتار کے لانے اور پاربتی کے بے سر کے بیٹے کے دھڑ پر چپکا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ دیوتا فوراً چل پڑے۔ اور ایک ہاتھی سے دوچار ہوئے۔ انہوں نے اس کا سر کاٹ کے حسب ہدایت وگنیشور کے دھڑ پر چپکا دیا۔ اس ہاتھی کے صرف ایک دانت تھا۔ اس لئے گجانانہ (ہاتھی کے منہ والا وگنیشور) کے ایک ہی دانت ہے) اور ایک دنتہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ پاربتی اپنے بیٹے کو اس طرح زندہ ہوتے دیکھ کر خوش ہوئی۔ وہ اسے لے کے شو کے سامنے گئی۔ وگنیشور نے شیو اور دیگر دیوتاؤں سے اپنی پچھلی گستاخیوں کی معافی چاہی۔ اور وہ اپنے باپ کے آگے جھک گیا۔ شیو اس بات سے بہت خوش ہوا۔ اور اس نے اپنے دیوؤں کے لشکر کا اسے سپہ سالار بنادیا۔ بحیثیت گنپتی اس کا راج تلک کیا۔ اس طریقہ سے وگنیشور گجانانا، ایکا دنتا اور گنپتی بن گیا ؛

بعض پورانوں میں وگنیشور کی اصلیت کے متعلق کچھ اور بیان کیا گیا ہے۔ کینڈی صاحب اپنی کتاب "ہندو علم الاقسام" میں ورہا پران متسیہ پران اور سکند پران سے اس کے حالات اخذ کرکے اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

غیر فانی اور مہاتما لوگوں نے یہ دیکھ کے کہ ان کے اور دوسرے لوگوں کے اعمال میں خواہ وہ بد ہوں یا نیک کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا۔ اور ان کے ارتکاب میں کسی قسم کی کوئی مشکل یا رکاوٹ پیش نہیں آتی۔ باہم مشورہ کیا۔ کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے۔ جس سے بڑے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہوجایا کرے۔ چنانچہ رُدرا کے پاس جانے کا قصد کیا۔ سب کے سب کیلاش گئے۔ اور اس طرح گویا ہوئے: اے مہادیو، دیوتاؤں کے دیوتا،

تین آنکھ والے۔ تیرسولی (دیوی جی کا سہ شاخہ جو اکثر دیوی کی بھون پر کھڑا رہتا ہے۔ مہادیو کا ہتھیار) کے اٹھانیوالے یہ تجھ میں ہی طاقت ہے۔ کہ تو ایسی ہستی پیدا کرے۔ جو نامعقول کاموں کو روک دیا کرے۔ یہ سن کر شو جی نے پاربتی کی طرف دیکھا۔ کہ کس طرح وہ دیوتاؤں کی خواہش کو پورا کرے۔ ابھی وہ اسی سوچ بچار میں ڈوبا ہوا تھا۔ کہ اس کے چہرہ کے جلال سے (جو اس کے جسم کے اکاشی حصہ کو پیش کرتا ہے) ایک نوجوان اچانک پیدا ہوا۔ جس سے چاروں طرف چمک دمک پھیل گئی۔ اور اس میں شو جی کی صفات موجود تھیں۔ گویا دوسرا رُدر تھا۔ اس نے اپنے حسن و جمال سے آسمان (سورگ) کی زنانہ ہستیوں (جنس لطیف) کو موہ لیا۔ اوما نے اس کا تصور باندھا۔ اور جب اس نے اسے اس قدر موہن پایا۔ تو اس کے فطرتی جذبات ہیجان میں آگئے۔ اور خفگی میں اسے سراپ دیا۔ کہ تو اپنے پیارے نوجوانی کے چہرہ سے میری نظروں کو تکلیف نہ دے۔ اس لئے تو ہاتھی کا سر اور بڑا پیٹ اختیار کرلے۔ اس طرح تیری تمام دلبریاں جاتی رہیں۔

شیو جی نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ تیرے نام گنیش، ونیکا، وگنیشور (شیو کا بیٹا) ہونگے۔ تو ونیکاؤں اور گناؤں کا سردار ہوگا۔ کامیابی اور دلکشی تیری ذات میں ہونگی۔ اور دیوتاؤں میں قربانیوں وغیرہ میں تیرا بڑا اثر ہوگا۔ اس لئے تو تمام موقعوں پر سب سے پہلے پوجا جائیگا۔ اور تیری پکار ہوگی۔ اور جو اس بات کو بھول جائیگا۔ اس کی دعائیں اور تمام امور ناکام رہیں گے ؀

تمیہ پران میں لکھا ہے۔ کہ گنپتی کی شکل ہاتھی کے سر کے ساتھ پیدا کی گئی۔ دوسری روایت یہ ہے۔ کہ ایک روز پاربتی نہا رہی تھی۔ اس نے اپنے جسم کی میل کچیل میں تیل ملا کے ایک آدمی کی شکل بنائی۔ اور اس پر گنگا جل ڈال کے اسے زندہ کردیا۔

یہ حالات پرانی کتابوں میں ہیں۔ سائنس کی موجودہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک کا سر دھڑ پر چپکا دینے سے زندگی قائم رہتی ہے۔ چنانچہ پیلا دل فنکاف نے بعض حشرات الارض پر عمل جراحی کے بڑے بڑے حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ انہوں نے ایک کیڑے کا سر دوسرے کے دھڑ پر لگایا۔ اور کامیاب رہے۔ مادہ کا سر نر پر لگانے سے اور نر کا مادہ پر لگانے سے دونوں دھڑوں کی خصوصیات بدل گئیں۔ مادہ نر ہوگئی۔ اور نر مادہ ہوگیا۔ ایک قسم کے کیڑے کا سر دوسری قسم پر لگانے سے قسم بدل جاتی ہے۔ مثلاً گوبریلے کا سر نباتاتی کیڑے پر لگا دینے سے موخر الذکر گوبر میں گھسنے لگتا ہے۔ اور یہی کیفیت برعکس عمل سے گوبریلے کی ہو جاتی ہے۔ کہ وہ درخت پر چڑھ کے پتے کھانے لگتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ایک زمانہ ایسا آئے۔ کہ انسان کا سر حیوان کے دھڑ پر اور حیوان کا انسانی دھڑ پر چپکایا جاسکے۔ پرانے زمانہ کی باتوں کو بغیر ممکن نہیں سمجھنا چاہیئے ؀

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

شدھی کے تلخ تجربات

آریہ سماج شدھی کے لئے جس قدر پبلک کو آج تک سبز باغ دکھلا رہا ہے۔ وہ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ مگر حقیقتاً تحریک اشدھی کامیاب ہے یا ناکام اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھر کے معتبر بھیدی جناب مہاشہ سنت رام جی۔ بی۔ اے منتری جات پات توڑک منڈل لاہور ۱۸ر اکتوبر کے پرتاب میں اس کے متعلق جس صفائی اور صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ آج تک آریہ سماج نے جس قدر مسلمانوں سے آریہ بنائے۔ ان کا کیا حشر ہوا۔ اس راز سے مہاشہ موصوف اس طرح پردہ اٹھاتے ہیں:۔

نو آریوں کا حشر

"ان کی تعداد کم سے کم پانسو تو ہوگی۔ مگر ان میں سے مجھے بیس کے نام تو گنا دیجئے۔ جو آج بھی ہندو ہوں۔ کیا وہ سب کے سب واپس نہیں لوٹ گئے۔ پچھلے دسمبر کے مہینہ میں لاہور میں تین چار سو مسلمان شدھ ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام پنڈت دیانند رکھا گیا تھا۔ عربی کا بہت بڑا عالم کہا جاتا تھا۔ آریہ سوراجیہ سبھا نے ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے تھے۔ ان کی شدھی پر بڑا ہرش پرگٹ کیا گیا تھا سارے مسلمان جگت کو چیلنج دیا گیا تھا۔ پرنتو آج وہ دیانند کہاں ہے؟ "تیج" دہلی کے منشی پریم چند سابق شیخ انعام الحق کہاں ہیں۔ لاہور کے قریب جن مسلمان شدہ بازی گروں میں سے چند ایک کو دوبارہ شدھ کرنے پر آریہ سوراجیہ سبھا نے خوب اشتہار بازی کی۔ اور دھن اکٹھا کیا تھا۔ وہ آج کس دھرم میں ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ۹۵ فیصدی سے بھی زیادہ لوگ واپس چلے گئے ہیں"

ملکانوں کی شدھی کا حشر

یہی مہاشہ جی اسی مضمون میں آگے چلکر ملکانوں کی شدھی کے متعلق یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں:۔

"ملکانوں کی شدھی پر بڑا فخر کیا جاتا ہے۔ تھی بھی وہ بڑے فخر کی بات۔ مگر جو لوگ سچائی کو جانتے ہیں۔ وہ بڑے متفکر ہیں ملکانوں کی شدھی کی جو رپورٹ سمے سمے پر سماچار پتروں میں چھپتی رہی ہے۔ اس کے انوسار شدھ ہونے والوں کی گنتی ڈھائی لاکھ سے کم نہیں پہنچتی۔ مگر مجھے ایک بھائی سے جو شدھی کے پرچارک ہیں یہ جان کر بڑا دکھ ہوا۔ کہ جن ملکانوں کے ساتھ کھان پان ہے۔ ان کی تعداد اس سمے بیس ہزار سے زیادہ نہیں۔ باقی ملکانے پہلے کی طرح ہی الگ کے الگ ہیں۔ نہ انکی بیٹی کوئی ہندو لیتا ہے۔ اور نہ اپنی ان کو دیتا ہے۔ جب وہ شکایت کرتے ہیں۔ تو ان کو کہا جاتا ہے۔ کہ تم آپس میں بیاہ شادی کرلیا کرو۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں آپس ہی میں بیاہ شادی کرنی تھی تو پھر تمہارے ساتھ ملنے کا ڈھونگ کرنے کی وشیکتا (ضرورت) ہی کیا تھی۔ لہذا ان لوگوں میں سے تو بہت سے اپنی پہلی حالت میں واپس چلے گئے ہیں۔ اور باقی بیچ میں لٹکے ہوئے کسی ٹھوکر کی راہ دیکھ رہے ہیں"

کلکتہ ہندو مشن کا حشر

یہی مہاشہ جی آگے چلکر کلکتہ ہندو مشن کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:۔

"کلکتہ میں ہندو مشن نام کی کوئی سوسائٹی ہے۔ اس کے بڑے کارکن نام سے ایک سنیاسی جان پڑتے ہیں۔ ان کے دوارا کی جانے والی شدھیوں کی جو رپورٹ سماچار پتروں میں چھپا کرتی ہے۔ وہ اتنی ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ سوامی جی مہاراج ایک ایک دن میں ۲۰۔۳۰ ہزار عیسائیوں کو ہندو بنا ڈالتے ہیں۔ اس مشن کے کام کی رپورٹ کو پڑھ کر مجھے بھی بڑی حیرانی ہوا کرتی تھی۔ پر تو جب پتہ لگایا تو ساری باتیں ہوائی قلعے اور شیخ چلی کی کہانیاں سدھ ہوئیں۔ جو بھولے بھالے ہندوؤں اور دھارمک داڑیوں کو پرسن کر کے

KHILAFAT LIBRARY

اپنا سوارتھ سدھ کرنے کے لئے گھڑی اور شائع کیجاتی ہیں۔ حقیقت میں بیس ہزار تو دور بیس کی بھی شدھی نہیں کی جاتی۔ کیا ایسے خیالی پلاؤ سے ہندو سماج کا حقیقی فائدہ ہو سکتا ہے؟"

اچھوت ادّھار کا حشر

یہی مہاشہ جی اچھوت اودہار کے متعلق یوں روشنی ڈالتے ہیں:۔

"اچھوت لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ خود غرضی کے لئے ہی یہ لیڈر اس وقت ہمیں اپنے پنجہ میں پھنسائے رکھنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ پبلک میں تو ہمیں خوش کرنے کے لئے اپنا بھائی کہتے ہیں۔ اور گلے میں ہار ڈالنے کے بعد گھر جا کر کپڑوں سمیت اشنان کرتے ہیں۔ ان کی صدق دلی پر ہمیں وشواش نہیں۔ ہمارے نام اُدّھار کے لئے لالہ لاجپت رائے جی اور مالوی جی جو تین چار ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ۹۹ فیصدی تو اونچی ذاتوں کے نوجوانوں کی پاکٹ ہی میں جاتا ہے۔ جو معقول تنخواہیں دیکر ہمارے سدھار کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اس روپیہ میں سے ہمیں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی"!

ضلع گورداسپور کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"وہاں ڈوم نام کی ایک اچھوت جاتی ہے۔ کچھ برس ہوئے آریہ سماج نے انہیں شدھ کیا تھا۔ مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے" مہاشہ قوم" کے نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی۔ آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی بھی ہندو آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ مہاشہ شبد کا استعمال نہیں کرتا۔ اب آپ خود سمجھئے۔ کہ یہ اچھوت اودہار کی کامیابی کی نشانیاں ہیں یا ناکامیابی کی"!

کیا اب ہمیں بے فکر ہو جانا چاہیئے

یہ مت سمجھو کہ ان ناکامیوں کی وجہ سے آریہ سماج سست ہو گیا ہے۔ نہیں وہ اپنی کوششوں میں برابر لگا ہوا ہے۔ اور میں کہوں گا۔ کہ اس نے قابل تعریف کامیابی حاصل کی ہے۔ کہاں آج سے پچیس تیس سال کی یہ ہندو ذہنیت کہ مسلمان کا سایہ تک نہ پڑے اور ساتھ ملانا تو الگ رہا اور کہاں یہ تبدیلی کہ وہ شوق سے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ گو اس پہلو میں ان کا تمدن ابھی اس قابل نہیں ہو سکا۔ کہ وہ ان نوواردوں کو ہضم کر سکے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ آریہ سماج یا ہندو سوسائٹی کو بھوک تو لگتی ہے مگر ہاضمہ کمزور ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جب انہوں نے یہ بناوٹی یا غیر بناوٹی بھوک پیدا کر لی ہے۔ تو کسی وقت ہاضمہ کی طاقت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم مسلمانوں کو کبھی ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہ ہونا چاہیئے۔ خام عقیدہ مسلمانوں کو پختہ کار بنائیں۔ اور غیر مذاہب کو دعوت اسلام دینے سے ایک منٹ بھی غفلت سے کام نہ لیں*

قومی زندگی کا راز

وہ قوم جو ہمیشہ اپنی ہی حفاظت میں مصروف رہتی ہے۔ وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔ کہ اپنی حفاظت کیساتھ ہی دوسروں کو بھی اپنے میں شامل کریں۔ دوسروں کو ہضم کرنے میں جس قوم کا ہاضمہ تیز ہوگا۔ روحانی اور جسمانی دنیا میں اسی کا ڈنکا بجیگا۔ مجھے افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ دوسروں کو اپنے میں شامل کرنے کے لئے مسلمانوں کا جوش نسبتاً کم ہو رہا ہے۔ اور یہ شگون اچھے نہیں۔ لوگ نعمت اسلام سے مالامال ہونے کے لئے بے تاب ہیں۔ وہ اسلام کے دروازے پر کھڑے اپنا ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کوئی باہمت اُٹھے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لے۔ دُور کیوں جاؤ۔ حال ہی میں سردار گوربچن سنگھ صاحب سکرٹری خالصہ برادری کمیٹی لاہور کی طرف سے مجھے ایک گورمکھی کا مطبوعہ اشتہار ملا ہے۔ اہل اللہ کو ذرا اسے آنکھیں کھولکر پڑھنا چاہیئے*

سکھ کمیٹی کی طرف سے اعلان

سنا گیا تھا۔ کہ ایک مذہبی سکھ کو گوردوارے سے نکال دیا گیا تھا۔ شیر پنجاب لاہور نے اس کی تردید کی۔ اب اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے خالصہ برادری کمیٹی لاہور کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جسے مسلمانوں کو خاص توجہ سے پڑھنا چاہیئے۔ وہ اعلان یہ ہے:۔ "ہم نے ۲۸/۹/۲۸ کا شیر پنجاب دیکھا۔ جس میں سردار امر سنگھ صدر گوردوارہ کمیٹی نے سردار گوربخش سنگھ کے منحرف (مسلمان) ہو جانے کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ اس کے مسلمان ہو جانے کا یہ سبب ہے۔ کہ اس کا افسر مسلمان تھا۔ مذکورہ بالا بیان میں شر یمان جی نے سچ پر جھوٹ کا لحاف ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے قبل سردار گوربخش سنگھ صاحب کا اشتہار نکل چکا ہے۔ جس کا ہم نے گوربخش سنگھ کے بیان کا اشتہار اپنی کمیٹی کے دو شخصوں بھائی اُدم سنگھ اور بھائی چندا سنگھ کے ہاتھ شریمان سنتا سنگھ جی جتھے دار کے پاس بھیجا۔ ان سے سب حال دریافت کیا۔ اور اس کے جواب میں شریمان سنتا سنگھ جتھے دار نے کہا۔ کہ میں نے بھائی گوربخش سنگھ جی کو گوردوارے سے ضرور اٹھایا ہے گو میں جتھیدار تھا۔ اور مجھے گورسکھ کو گوردوارے سے اٹھانے کا کوئی حق نہ تھا۔ مگر مجھے کل سنگت نے مجبور کیا۔ مگر اب سب الزام مجھ پر لگایا جاتا ہے . . . .

ہمیں بھائی گوربخش سنگھ سے پوری ہمدردی ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ تنگ آکر کیا . . . . ذرا آپ کیمبرج شاپ کے تنور وں پر آکر دیکھو۔ کہ کیا درگت ہو رہی ہے . . . . تنور والے نے علانیہ کہا۔ کہ میں برتن نہیں دونگا۔ تم ہاتھوں پر روٹیاں لیکر کھا سکتے ہو۔ خالصہ جی اگر اب بھی ہم میں فرق ہے۔ تو پھر معلوم نہیں۔ کہ وہ کونسا وقت آئے گا۔ جب ہم رذیل سے اعلیٰ بنیگے ہمیں ست گوروں کا امرت پان کرتے ہوئے کئی نسلیں گذر گئیں۔ مگر پھر بھی پاک نہ بنے۔ دوسری طرف دیکھو حضرت محمد صاحب کا کلمہ پانچ منٹوں میں شیخ صاحب بنا کر ہر قسم کی آزادی دلا دیتا ہے"!

صرف ایک منٹ میں

پانچ منٹ تو الگ رہے۔ ایک کیا نصف منٹ میں ہی کلمہ طیبہ ایک غیر مسلم کو پورے تمدنی حقوق دے دیتا ہے۔ صرف صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی ضرورت ہے۔

اے خالصہ برادری لاہور کے معزز ممبرو۔ جب آپ لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کلمہ طیبہ میں یہ شکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ لوگ دیدہ دانستہ اس حالت میں پڑے ہوئے ہو۔ خدا نے آپ کو وہی دو ہاتھ اور دو پاؤں دیئے۔ جو قدرت نے برہمن کو عطا فرمائے وہی آنکھیں وہی چہرہ وہی کان۔ غرضیکہ قدرت نے ایک برہمن کہلانے والے اور ایک رہتیہ یا رمداسیہ یا مذہبی سکھ کہلانیوالے میں کوئی امتیاز نہیں کیا۔ یہ امتیاز خود خود غرض انسانی ہاتھوں کی دست برد کا نتیجہ ہے۔ اور قدرت اب بھی ہر ایک اچھوت کہلانے والے گروہ یا فرد کی اسی طرح مدد کرنے کے لئے تیار ہے۔ جس طرح کہ ایک برہمن کی ہاں اگر اچھوت کہلانے والے بھائی خود اپنی حالت کو نہ بدلنا چاہیں۔ تو اس میں قدرت کا کیا قصور۔ اگر آپ چاہیں۔ تو ایک منٹ نہیں نہیں نصف منٹ میں ہی کلمہ طیبہ کا جاپ سے ان خود غرض لوگوں کے لگائے ہوئے اچھوت پن کو دور کر کے شیخ صاحب

KHILAFAT LIBRARY

بن سکتے ہیں۔ اور اسلام کے انہیں تمدنی اور روحانی حقوق سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔ جو وہ ایک قدیمی مسلمان اور سید کہلانیوالے کے لئے روا رکھتا ہے۔ آپ کو سایۂ عاطفت میں لینے کے لئے اسلام کی گود ہر وقت کھلی ہے۔ ذرا ہمت سے کام لو پھر بیڑا پار ہے ؛

مسلمانو کس بات کے منتظر ہو

ہندوستان میں اچھوت اقوام کی تعداد ۸ و ۹ کروڑ سے کم نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ۔ کیا روحانی اور کیا سیاسی نقطہ خیال سے۔ مستقبل میں وہی قوم اس میدان اور اس چوگان کی روح و روان ہوگی۔ جس کے ساتھ یہ اچھوت اقوام کا ٹڈی دل ہوگا۔ اور اچھوت اقوام جس طرح ہندوؤں کی اعلیٰ اقوام کے سلوک سے دل برداشتہ ہیں وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ ذرا آپ اچھوت اقوام کی اس کمیٹی کے مذکورۃ الصدر اعلان کو ملاحظہ کیجئے۔ جو وہ صاف الفاظ میں کلمہ طیبہ کی تقدیس اور اثر کا اعلان کرتی ہے۔ اور اس امر کی معترف ہے۔ کہ ایک چیز تو سینکڑوں سالوں سے ہماری حالت کو سدھار نہیں سکی۔ مگر کلمہ طیبہ پانچ منٹ میں ہماری حالت کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے۔ اب صرف ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ کوئی جماعت آگے آئے اور وہ ان کا ہاتھ پکڑلے۔ یہ لوگ کسی طمع کے امیدوار نہیں۔ مگر ہاں جیسا کہ ہر ایک نیا گروہ یا نیا آدمی اس امر کا لازماً خواہشمند ہوتا ہے۔ کہ اس نئی فضا میں اس کے لئے کچھ سہارا چاہیئے۔ وہ بھی صرف اس سہارے کے منتظر ہیں۔ گرم لوہے پر ہی چوٹ راس آ سکتی ہے۔ اب یہ لوگ از خود آمادہ ہیں۔ اگر ہم نے اس مفید موقع کو ہاتھ سے گنوا دیا۔ تو پھر شاید ہی ایسا موقع میسر آسکے۔ کچھ روز ہوئے میں یہ سب معاملہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی توجہ میں لا چکا ہوں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ انشاء اللہ ناظر صاحب ضرور توجہ فرمائیں گے۔

سکھوں اور آریوں کے برتاؤ کی چند نادر مثالیں

مارچ ۱۹۱۷ء میں مجھے کلاسوالہ آریوں سے مباحثہ کیواسطے جانے کا اتفاق ہوا۔ جب گاڑی سیالکوٹ پہنچی۔ تو موسلا دھار بارش شروع تھی۔ وہاں سے پسرور جانے والی گاڑی جو کچھ فاصلہ پر کھڑی تھی سوار ہوا۔ گاڑی چل پڑی۔ اور موسلا دھار بارش بھی ساتھ تھی۔ اتنے میں میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بنگالی فیشن کے جنٹلمین اسی گاڑی پر سوار ہونے کے لئے دوڑتے ہانپتے آرہے ہیں۔ اس اثناء میں گاڑی کی رفتار زیادہ تیز ہو چکی تھی۔ جب انہوں نے گاڑی کو ہاتھ ڈالا قریب تھا کہ گرپڑتے۔ مگر میں نے ان کا بازو زور سے پکڑ لیا۔ اور پورے زور سے انہیں اندر کھینچ لیا۔ کوئی دس منٹ کے بعد انہیں ہوش آئی۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ آپکا نام دھرم ویر ہے۔ اور آپ آریہ مسافر کے امتیازی کارکن ہیں اور آپ ہی کلاسوالہ میں میرے ساتھ مباحثہ کرینگے۔ پسرور کے اسٹیشن پر دھرم ویر کو تو آریہ لوگ لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مگر ہمارے دوستوں میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ شام ہو چکی تھی اور پسرور سے کلاسوالہ خاصے فاصلہ پر تھا۔ مگر گاڑی سے اترتے وقت اس دھرم ویر نے آنکھ تک نہ ملائی ؛

دوسری طرف سکھوں کا برتاؤ

مئی ۱۹۲۷ء میں میں گورداسپور گیا۔ اور سردار ٹھاکر سنگھ صاحب پنشنر صوبیدار رئیس سیل کلاں متصل قادیان بھی اس گاڑی میں سوار تھے۔ جب ہم گورداسپور اترے۔ تو اتفاق سے کوئی ٹانگہ موجود نہ تھا۔ اور میں نے تھانہ میں جانا تھا۔ اور میرے پاس ایک بیگ تھا۔ اور سردار صاحب خالی ہاتھ تھے اب سردار صاحب نے زور دیا۔ کہ یہ بیگ نصف راستہ میں اٹھاؤنگا اور نصف راستہ آپ کو دونگا۔ اور میری نصف باری پہلے کی ہوگی۔ میں نے ہر چند زور لگایا۔ کہ آپ تکلیف نہ اٹھایئے۔ بیگ ہلکا ہے۔ معمولی بات ہے۔ مگر سردار صاحب نہ مانے اور بیگ زبردستی ہی میرے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور ہم چل پڑے۔ نصف پر میں نے بیگ لینا چاہا۔ مگر نہ دیا۔ آخر تھانہ کے دروازہ پر جاکر یہ بیگ میرے حوالہ کیا ؛

ایسی ہی ایک دوسری مثال

۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا چولہ دیکھنے کے لئے ڈیرہ بابا نانک جارہا تھا۔ جس گاڑی میں میں سوار تھا۔ اتفاقاً سردار رام سنگھ صاحب دہارو والیہ جو کئی ایک اخبارات کے اڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور آج کل پٹیالہ میں جاگیردار ہیں بھی اسی گاڑی میں سوار تھے۔ گو اخباری دنیا میں تو ہم ایک دوسرے سے عرصہ سے آشنا تھے۔ مگر صورت و شکل سے کوئی تعارف نہ تھا۔ اور یہ تعارف بھی اس وقت ہوا جب گاڑی سے اترنے میں صرف پندرہ منٹ کا وقفہ تھا۔ سردار صاحب نے زبردستی میرا بیگ پکڑ لیا۔ اور ٹانگے تک لاکر سوار کرا دیا۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ بہادر قوم کے اخلاق بھی بہادرانہ ہی ہوتے ہیں۔ گو میں مدت مدید سے موجودہ سکھ نقطہ خیال سے قطعی متضاد رنگ میں سکھ مذہب کو پیش کر رہا ہوں۔ مگر میں دل سے سکھوں کا ہمدرد اور ان کے گوروؤں کو اپنے لئے واجب الاحترام سمجھتا ہوں۔ اس لئے سکھ بھی مجھے اپنا دوست ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ہیں بہادر قوم کے اخلاق۔ اگر اللہ نے اپنے فضل وکرم سے کبھی اس بہادر قوم کو اسلام ایسے بہادر مذہب سے بہرہ اندوز ہونے کی توفیق دی۔ تو انشاء اللہ یہ قوم اسلام کے لئے کسی طرح بہادر ترکوں اور پٹھانوں سے کم نہ ہوگی۔

میں نے چولہ شریف کو اپنی آنکھوں دیکھا

میرے دل میں چولہ صاحب کے دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی۔ آخر وہ آرزو ۲۲ اکتوبر شام کے ۵ بجے خدا نے پوری کردی۔ میں نے جناب منشی عاشق علی خاں صاحب ہیڈ کنسٹیبل اور جناب لالہ گورچرن داس صاحب داروغہ آبکاری کے ہمراہ چولہ شریف کی زیارت کی۔ یہ چولہ شریف ایک لوہے کے صندوق میں بند ہے۔ اور اس کے اوپر سینکڑوں ہی رومال لپیٹے ہوئے ہونگے۔ جن میں بعض بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ مہاراجہ کشمیر کا رومال اور شریمتی بی بی نانکی جی کا رومال صنعت کاری میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ رومالوں کو کھولتے ہوئے قریباً گھنٹہ ہی لگ گیا ہوگا۔ یہ چولہ شریف صوفیانہ ریشمی کپڑے کا ہے۔ حاشیہ شنواری رنگ کا ہے۔ قرآن پاک کی آیتیں نہایت خوشخط ہیں۔ اور قرآن پاک کی بیشتر آیتوں کو ہندسوں میں ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ چولہ شریف بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ حروف بھی بہت حد تک مدھم پڑ چکے ہیں۔ مجھے بعض آیتوں کے پڑھنے کے لئے خوردبین سے بھی کام لینا پڑا۔ چولہ شریف کے درشن سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ اور اسی طرح میرے ساتھیوں کو بھی مہنت صاحب نے ہمیں "پرشاد" دیا۔ جو میں نے کمال شردھا سے لیا۔ اب میرے دل میں خواہش ہے۔ کہ پھر بھی اس چولہ کو دیکھوں۔ مہنت صاحب کے اخلاق قابل تعریف تھے ؛

سکھ بھائیوں کا راستہ

گرو نانک مہاراج کے اسلامی عقائد

(ایک محقق مسلمان کے قلم سے)

یہ مضمون ۵ اکتوبر کے اخبار وطن ؟

۸ عہ

ہو رہے لیکر درج

KHILAFAT LIBRARY

کیا جاتا ہے۔ جو قریباً حرف بحرف ہی میری تصانیف سے لیا گیا ہے۔ اور مجھے اس کی خوشی ہے۔ کہ وہ کام جو میں نے سالہا سال کی محنت سے حاصل کیا۔ لوگ اسے بے حد پسند کر رہے ہیں۔ اور وہ اس قدر مقبول ہو رہا ہے۔ کہ بعض دوست انہیں اپنے نام سے چھپوانا اور شائع کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ میری مراد تو اشاعت ہے۔ وہ جس رنگ میں بھی ہو۔ غنیمت ہے۔ ہاں اخلاقی پہلو اس امر کا ضرور مقتضی ہے۔ کہ کسی چیز کے ماخذ کو اندھیرے میں نہ رکھا جائے۔ (ایڈیٹر)

سکھ فرقے کے بانی باوا نانک جی اسلام کے اصولوں اور عقائد پر نثار تھے۔ اور قرآن حکیم کو اللہ کا آخری سندیسہ مانتے تھے۔ اسلام کے موٹے موٹے اصول یہ ہیں۔

(۱) توحید الٰہی (۲) کلمہ طیبہ (۳) نماز (۴) روزہ (۵) حج (۶) رسول اللہ پر ایمان (۷) قرآن شریف پر ایمان (۸) ملائکہ پر ایمان (۹) قیامت پر ایمان۔

ہم اس مضمون میں ثابت کریں گے۔ کہ حضرت گرو نانک ان تمام اصولوں کو مانتے تھے۔

توحید الٰہی

باوا نانک صاحب دین فطرت کے مبلغ تھے۔ اسلام کے سچے داعی تھے۔ چونکہ تعصب اور ہٹ دھرمی نے اس زمانہ کے لوگوں کو اندھا کر رکھا تھا۔ اس لئے باوا صاحب نے نالیوں میں اپنے اسلام کا صاف اعلان نہیں کیا ورنہ اسلام کی تعلیم تو ان کے سینے پر کالنقش فی الحجر ہو چکی تھی اور انہوں نے قرآن شریف کی آیات کو نہایت دانائی سے گرنتھ صاحب میں جمع کر دیا ہے۔ گرنتھ صاحب دراصل قرآن مجید کا ترجمہ ہی تھا۔ جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب میں جو مخالف اور متناقض بیانات پائے جاتے ہیں۔ وہ غلط طور پر باوا صاحب سے منسوب کر دیئے گئے۔ ورنہ باوا صاحب نے اسلامی تعلیمات اور قرآنی آیات کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ اور یہی اس مضمون کا موضوع ہے۔

توحید کے بارے میں باوا صاحب کے بہت سے اقوال بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کے مطابق سکھ اپنے پیدا کرنیوالے اللہ کے سامنے ویسے ہی جھکتے ہیں۔ جیسا کہ جھکنے کا حق ہے۔ سکھوں کو چاہیئے۔ کہ وہ خدا کے سوا کسی کی پوجا نہ کریں۔ باوا صاحب خود اس کو صاف طور پر فرما گئے ہیں۔

تیرتھ پوراست گرو جان ہر ہر نام دصیائے

سچا تیرتھ تو خداوند کریم ہی ہے۔ اے سکھو ہر روز بھی انکساری و عاجزی سے ذکر الٰہی کرو (گرنتھ صاحب ماجھ محلہ ۴۷)

توحید کے بارے میں باوا صاحب کے اقوال۔ اونکار۔ ست نام۔ کرتار۔ پورکھ۔ نربھو۔ نرویر۔ اکال مورت۔ اجونی سے بھنگ وغیرہ ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ وہ غنی ہے۔ وہ خالق ہے۔ اس کو کسی کا خوف نہیں۔ اس کو کسی سے دشمنی نہیں۔ اس کو فنا نہیں۔ وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا۔

دوسرا اکا ہے سمرئے جمے تے مرجا
اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سما

نور کی تبلیغی کام کی عمدگی کے متعلق
ایک پنشنر جج چیف کورٹ کی شہادت

جناب سید عبد المجید صاحب پنشنر جج چیف کورٹ کپورتھلہ سے لکھتے ہیں۔ "کہ جناب محترم شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی کتب اظہار حق، سکھ اور مسلمان، اسلام اور سکھ ازم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت تدقیق اور تحقیق اور متانت سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں جزاک اللہ احسن الجزا۔ اس میں وہ بیہودہ اور نامعقول ذہنیت مطلقاً نہیں پائی جاتی جو جدید مذہب اختیار کرنیوالے اپنے قدیمی مذہب کی نسبت اختیار کیا کرتے ہیں مثلاً۔۔۔

جو پیدا ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ اے نانک! وہ پوجنے کے لائق نہیں۔ پوجنے کے لائق تو وہی ہے۔ جس نے ان پیدا ہونے والے اور مرنے والے دیوتاؤں۔ اوتاروں۔ گوروں کو پیدا کیا۔ اور فنا کیا۔ پوجا کے لائق تو ایک ہی اللہ ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔ اور ذرہ ذرہ اپنے خالق کی سمرن میں مصروف ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ اور اسے کبھی موت نہیں یہ خیالات باوا صاحب نے بزرگان اسلام سے حاصل کئے تھے۔

کلمہ طیبہ اور گرو مہاراج

باوا نانک جی کلمہ پاک کو اپنے ایمان کی روح سمجھتے تھے۔ ان کا ایمان تھا۔ کہ جس نے ایک دفعہ سچے دل سے کلمہ پاک۔ خدا ایک ہے۔ اللہ کے سوا پوجا کے لائق اور کوئی نہیں۔ محمدؐ اللہ کے سندیسہ پہنچانے والے ہیں۔ جنے پڑھ لیا۔ اور صحیح معنوں میں اس پر عمل کیا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گئی۔ باوا صاحب کیا خوب فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۰۔

کلمہ اک یاد کر اور نہ بھاکو بات
نفس ہوائی رکن دین تس سے ہوئیں مات

مطلب ہے کہ صرف ایک کلمہ پاک ہی کا بار بار ورد رکھو۔ قصے کہانیوں میں مت الجھو۔ ایک کلمہ پاک یاد کرو۔ اس کا ذکر کرو۔ باوا جی نے فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو کلمہ پاک ہی سے مٹایا ہے۔ باوا نانک جی کے ماننے والے اس پر غور کریں۔ اور جلد حضور کی پیروی میں کلمہ پاک پڑھیں۔ پھر ملاحظہ ہو۔ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۳-۱۔ سب ارشاد ہوتا ہے۔

دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
نانک آکھے رکن دین کلمہ سچ پچھان
اک روح ایمان دی جو ثابت رکھے ایمان

مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ کلمہ پاک نہیں پڑھتے۔ وہ دوزخی ہیں۔ انہوں نے دنیا ہی میں دوزخ خرید لیا ہے۔ نانک کہتا ہے۔ رکن دین کلمہ پاک کو سچ جان۔ بے شک کلمہ پاک ایمان کی روح ہے۔ اور یہی ایمان کو ثابت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۲۔ ارشاد ہوتا ہے

کلمہ اک پکار یا دوجا ناہیں کو

مطلب یہ ہے۔ کہ میرے لئے تو ایک ہی کلمہ پاک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور کوئی دوسرا کلمہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ باوا جی نے فرمایا ہے۔ کہ انہیں کوئی بات اچھی معلوم نہیں ہوتی سوائے کلمہ شریف کے۔

نماز روزہ اور گرو مہاراج

باوا صاحب کا یہ ایمان اور عقیدہ تھا۔ کہ نماز کا تارک خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ اور سخت عذاب کا سزاوار ہے۔ آپ روزہ کو پاکیزگی پیدا کرنے کا آلہ اور خدا کی رحمت کے حاصل کرنے کا ذریعہ مانتے تھے۔ مسلمان اور کافر میں مابہ الامتیاز نماز ہی ہے۔ باوا صاحب نے ایک راسخ الاعتقاد مسلمان کی طرح نماز اور روزہ کو اہم انسانی فرائض قرار دیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

اور ان لوگوں کو جو ان کے منکر ہیں۔ یا جنہوں نے نماز روزہ کو ترک کر رکھا ہے۔ دوزخی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا والی ص ۱۳۳۔

دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائے حرام دا سرتے چڑھے عذاب
جو راہ شیطان گم تھئے سو کیونکر کریں نماز

مطلب یہ ہے۔ کہ بے شک جن لوگوں نے کلمہ پاک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ دوزخ کو انہوں نے دنیا ہی میں خرید لیا ہے۔ جو لوگ کلمہ پاک پڑھ کر اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندوں میں شامل نہیں ہوتے۔ وہ دنیا ہی میں دوزخ سہیڑ رہے ہیں جو لوگ کلمہ پاک نہیں پڑھتے۔ اور پورے تیس روزے نہیں رکھتے۔ اور پانچوں وقت کی نماز ادا نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا حرام ہے۔ اور ان کے عذاب کا بوجھ دم بدم بڑھ رہا ہے۔ نمازوں کو وہی ادا نہیں کرتے۔ جو شیطان کے غلام بن گئے ہیں۔ اور وہی لوگ نمازوں سے دور ہوں گے۔ جن کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ پہلا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

آکھن سنن پون کی بانی ایہہ من رتا مایا
خصم کی نذر دلیس پسندی جنہیں اک کردھایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی
نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کس کو سنجھائی

مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ خداوند کریم کے حکم کو ایک کان سن کر دوسرے کان نکال دیتے ہیں۔ وہ خدا کے بندے نہیں۔ وہ خدا کو بھول کر شیطان کے غلام بن گئے ہیں۔ مایا وموہ نے ان کے دلوں کو سیاہ کر دیا ہے۔ خداوند کریم کے مقبول بندے تو وہ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ ایک ہو کر بس گیا ہے۔ جو صرف ایک خدا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان کے شر سے وہی محفوظ رہتے ہیں۔ جو تیس روزے رکھتے ہیں۔ اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ نانک کہتا ہے۔ اگر تو اللہ کے راستے اسلام پر چلتا ہے۔ تو پھر تو نے اپنا تن و مال کس کے سپرد کر رکھا ہے۔ سیدھے راستے پر چلنا اسے نہیں کہتے۔ کہ تو اپنا تن و مال تو کسی اور کے حوالے کر دے۔ اور پھر کہے۔ کہ تو راہ حق پر چل رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نانک کہتا ہے۔ کہ اگر تجھے خدا کے سیدھے راستے پر چلنا منظور ہے۔ تو اپنا تن و مال اللہ پر نثار کر دے۔ اور اللہ کا فرمانبردار بن جا۔ ملاحظہ ہو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ پہلا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

پنج وقت نماز گذاریں پڑھو کتیب قرآن
نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھانا

مطلب یہ ہے۔ کہ پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرو۔ اور قرآن حکیم کی تلاوت بھی باقاعدہ رکھو۔ نانک کہتا ہے۔ کہ قبر تم کو ہر وقت پکار رہی ہے۔ تمہارا کھانا پینا اور نفسانی خواہشات سب یونہی پڑی رہ جائیں گی۔ اور تم دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔ قبر میں جا کر سماؤ گے۔ ملاحظہ ہو تاریخ گورو خالصہ بھائی گیان سنگھ والی صفحہ ۵۵

جمع کر نام دی پنج نماز گذار
باجھوں نام خدائے دے ہوسیں بہت خوار

باوا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ خدا کے نام کو جمع کرو۔ پانچوں وقت کی نمازوں کو پڑھو۔ اگر نماز پڑھ کر اللہ تعالےٰ کو یاد نہیں کرو گے۔ تو خراب و خوار ہو گے۔ ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں سیتھ گوہیں

اس شلوک کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ لوگ خدا سے دور ہیں۔ جنہوں نے نماز کو ترک کر رکھا ہے۔ اگر انہوں نے تھوڑا بہت کمایا بھی ہوگا۔ تو وہ نماز ترک کرنے کی وجہ سے اسے ہاتھوں ہاتھ ضائع کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو گرنتھ صاحب آد کے صفحہ ۱۲۷۸۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اٹھ فریدا وضو ساجھ صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

قرب الٰہی اور کیس

یہ قدیمی سنت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے رشی منی لوگوں کو صحیح عبادت کا طریق دکھا کر جب اپنے حقیقی مولیٰ کو جا ملتے ہیں۔ تو لوگ بجائے ان قواعد کے اپنے من گھڑت عقائد کھڑے کر لیتے ہیں۔ اور رات دن انہی کی ہی صفت و ثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ اور بعینہ یہی طریقہ ہمارے سکھ دوستوں نے اختیار کیا ہے۔ اخبار خالصہ سماچار امرت سر چار اکتوبر کے اشو میں کیسوں کے متعلق ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں پہلے شکوہ کیا۔ کہ امرت سر اور راولپنڈی اور دہلی کے چند سکھ نوجوانوں نے کیس کٹوا دیئے ہیں۔ اور بتایا ہے۔ کہ اس کام میں کچھ سوالیوں کا ہاتھ ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ کیسوں کا کٹوانا حقیقی سکھ مذہب کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اور حقیقت سے گمراہ ہونا اور بہت سے نقائص ثابت کئے۔ اور بتایا کہ کیسوں کا سلسلہ ابتداء سے ہی چلا آیا ہے۔ اور یہ فلسفہ بھی کیسوں کا بیان فرمایا ہے۔ کہ سر چونکہ سارے جسم کا سردار ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت ضروری تھی۔ سو اس کی حفاظت کے لئے بالوں کو سر پر پیدا کیا۔

پہلے تو ان کے اپنے بیان میں تناقض ہے۔ ایک جگہ تو فرمایا۔ کہ کیس رکھنا عین عبادت الٰہی ہے۔ اور منڈانا گمراہی اور مذہب کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اور پھر خود ہی فرماتے ہیں۔ کہ کیسوں کا فلسفہ یہ ہے۔ کہ سر سارے جسم کا سردار ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کو اس کی حفاظت مدنظر تھی۔ سو اس نے کیس پیدا کئے۔ بہرحال اس تناقض کو ہم نظر انداز کر کے اور چند باتیں ان کی خدمت میں جواب کی امید رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ یہ جو بتایا ہے۔ کہ سر جسم کا سردار ہے۔ سو بطور حفاظت اللہ تعالےٰ نے بال لگائے۔ عرض یہ ہے کہ بغل جسم کے کونسے حصے کی سردار ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے سر کے سوا تمام جسم کو مستثنےٰ کر کے بال لگائے۔ باقی رہی حفاظت۔ سو اگر سر کو خطرہ ہے۔ تو بغل کو تو خطرہ بھی کوئی نہیں۔ اور یہ بھی غلط بات ہے۔ کہ سر زیادہ خطرہ میں ہے۔ زیادہ خطرہ میں پاؤں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر کانٹا لگے یا اور اس قسم کی چیز لگے تو پاؤں میں۔ اگر کوئی زہریلا جانور کاٹے (سانپ یا بچھو) وہ بھی عموماً پاؤں میں۔ اگر زہریلے جراثیم کے لگنے کا اندیشہ ہو۔ تب بھی ڈاکٹر یہی کہا کرتے ہیں۔ جراثیم ہیں لو طاعون کے دن ہیں۔ کبھی کسی ڈاکٹر نے آج تک نہیں کہا۔ کہ جراثیم سے محفوظ رہنے کے لئے سر پر کیس رکھو۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پاؤں سر سے زیادہ خطرہ میں رہتے ہیں۔ پھر پاؤں سے دوسرے درجے پر ہاتھ ہیں۔ جس کے ساتھ انسان متعدد چیزوں کو چھوتا ہے۔ اور بعض دفعہ اندھیرے میں آنکھیں کچھ نہیں دیکھتیں۔ وہاں صرف ہاتھوں سے ہی چھوتا ہوا ان چیزیں دریافت کر لیتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

اور اس کو اس حالت میں پتہ نہیں ہوتا۔ کہ میرے ہاتھ کیسی جگہ پر لگ رہے ہیں۔ سو اگر حفاظت کا سوال ہوتا۔ کہ حفاظت محض بالوں سے ہی ہوتی ہے۔ تو سب اعضاء سے پہلے پاؤں کا حق تھا اور بعد میں ہاتھوں کا۔ مگر ان میں بالوں کا نہ ہونا اسبات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ فلسفہ بالکل بے بنیاد ہے۔ بلکہ ہمارا مشاہدہ ہے اور ڈاکٹری مشورہ بھی ہے۔ کہ صفراوی طبیعت کے لئے سر کے بال مضر ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو آنکھیں دکھنی شروع ہو جاتی ہیں اور دماغی تکلیفیں انہی بالوں کی بدولت لاحق ہوتی ہیں۔

(۲) دوسرے جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ کیسوں کا سلسلہ ابتدا سے ہی شروع ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں۔ گورونانک رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سکھ مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ان کے سر پر کیس نہیں تھے۔ اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ جس طرح آپ کی باقی تمام وہ حرکات و سکنات جو آپ نے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے کیں (جو آگے درج ہیں) وہ ثابت ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کا کیس رکھنا ثابت نہیں۔ دوسرے اگر یہ ضروری تھے۔ تو کیوں آپ کا کوئی شبد بھی اس بات کا شاہد نہیں۔ کہ آپ نے کیسوں کا حکم فرمایا ہو۔ اور ان کے تارک کو اسی طرح بُرا کہا ہو۔ جس طرح باقی عبادات چھوڑنے والوں کو کہا۔ اور گرنتھ صاحب میں کہاں حکم ہے۔ کہ کیس رکھا کرو۔ بلکہ گرنتھ صاحب میں تو آتا ہے:۔

کبیر پریت کرا یکسے اَت بد دید اجا
بھاویں لانبے کیس دھر بھاویں گھرڑ منڈا

(گرنتھ صاحب شلوک بھگت کبیر صفحہ ۱۳۵۴ شبد ۲۹)

اس شبد سے کئی امور حل ہو گئے:۔

(۱) اگر کیس رکھنا عین سکھی کی جان تھا۔ تو اس شبد پر کیسی گرو صاحب نے کیوں اظہار نفرت نہیں فرمایا۔

(۲) دوسرے اگر کیس رکھنا ضروری تھا۔ تو اس کو کیوں درج کیا گیا۔ حالانکہ گرنتھ صاحب گورو صاحب سے بہت دیر بعد بنایا گیا۔

(۳) معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب کے بعد جو آٹھ گرو صاحبان ہوئے ہیں۔ وہ بھی کیسوں کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ ضروری سمجھتے تو اس کو ہرگز درج نہ کرتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان آٹھ گرو صاحبان کا کیس رکھنا بھی گرنتھ صاحب سے ثابت نہیں۔

(۴) آپ نے جو اپنے مضمون میں یہ فرمایا ہے۔ کہ کیسوں کے رکھنے میں خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور چھوڑنے میں گمراہی ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں۔ کیوں اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ دلی وساوس اور شبہے (

ایک خدا کی پوجا کرنے سے دور ہوتے ہیں۔ نہ کہ کیسوں سے۔

ایک یہ عرض ہے۔ کہ کیا ایک آدمی رات دن خدا تعالےٰ کی بندگی کرے۔ اور وہ بال نہ رکھے یا اس کے سر پر بال ہوں ہی نہ (گنجے کشمیر میں عموماً ہوتے ہیں) لیکن ایک کیس رکھ کر خوب شراب پیئے اور چوری کرے۔ کیا وہ کیس اس کو نجات دلا دینگے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر کیا فائدہ۔ باقی عبادت کی بابت ہمارا دعویٰ ہے۔ جو سچے دل سے ایک خدا کی عبادت کرے گا۔ اس کی پچھلی سب خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی عبادت اسکو گناہوں سے نفرت پیدا کر کے نیکیوں کی طرف مائل کر لیتی ہے۔ یہ تسلیم شدہ بات ہے۔ جس کو ہر مذہب والے مانتے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ فلاں آدمی چور تھا۔ شرابی تھا اس نے کیس رکھ لئے۔ اور کیسوں کی وجہ سے اس نے گناہوں کو ترک کر دیا ہو۔ اور نیکیوں کی طرف مائل ہو گیا ہو۔ بس معلوم ہوا۔ کہ کیس رکھنا عبادت بھی کوئی نہیں۔ ان کا تارک نہ گمراہ ہے۔ اور نہ وہ مذہب کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

اس کے بعد یہ چند مطالبات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کو پورا کرنا سکھ دوستوں کا فرض ہے:۔ (۱) اگر گرو صاحب مسلمانوں کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ بلکہ جس طرح کے آج کل کے سکھ ہیں۔ اسی طرح کے سکھ تھے اور مذہب اسلام کو جھوٹا جانتے تھے۔ تو اس شبد کا کیا مطلب ہے:۔

دوجی دنیا کفر ہے اندر رکھے چھپا
سچ اسلام خدا ہے جو کوکن نانک الہ

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۸۵)

اگر آپ نماز کے تارک اور منکر تھے۔ تو پھر یہ حکم کیوں دیا:۔

پنج وقت نماز گذاریں پڑھیں کتیب قرآن

(گرنتھ صاحب صفحہ ۲۳ سری راگ محلہ گھر ۱۔)

بے نمازاں کتیں سگ (کتے) بیٹھے جو رلئے رہن سجاگ
سن کے بانگ نہ آوندے سنتے پئے نا جھاگ
تاسوں عمل نہ پنے روزہ نہ نماز
عملاں باجھوں مومنوں دوزخ دی عذاب

(جنم ساکھی صفحہ ۱۷۴)

یہاں عملوں کے تارک کو دوزخ کا ایندھن (گمراہ اور مذہب کے خلاف جہاد کرنے والا) قرار دیا ہے نہ کہ کیسوں کے تارک کو۔

(۳) اگر گورو صاحب موجودہ سکھوں کی طرح حج بیت اللہ سے متنفر تھے۔ تو اس عبادت کا کیا مطلب۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کا حکم تھا۔ کہ حج کرو۔ اور آپ حج کے لئے۔

دو مردانیاں اینہاں حاجیاں تائیں جانے دے
جے ساڈے نصیب حج کعبے دا ہے تاں اسیں بھی جا پہنچاں گے۔
مردانیاں اسے راہ (حج کعبہ کا) ایسا ہے۔ جے ہر محبت خدمت
کردیاں جائیے تاں فیض پائیدا ہے اتے جے حجت ہاسا مسخری
کردیاں جائیے تاں حاجی نہیں ہوندا۔ (جنم ساکھی صفحہ ۱۳۰)

معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے محض حج کا قصد کیا۔ اور مکہ کو حج کے لئے ہی گئے۔ نہ کہ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر لیٹنے کے لئے۔ جیسے سکھ دوست کہا کرتے ہیں۔ آگے ملاحظہ ہو کہ شری گورو صاحب کس ہیئت گذائی سے حج کعبہ کے لئے گئے۔

نیلا بانا پہن کر کے بیٹھا آن
اکو اک خدا ہے آکھے موہوں کلام
نیلا بانا پہن کر دھرے مصلا سبس
آسا کوزہ پاس رکھ پوری کرے حدیث

مصلا پر سجدہ کرنا پاس لوٹا رکھنا ایک خدا کا کلمہ پڑھنا یہی حقیقی مسلمان کا کام ہے۔ . . . .

(۳) اگر آپ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ توحید اور موجب نجات نہیں سمجھتے تھے . . . . تو ان شبدوں کا کیا مطلب؟

کلماں پڑھیاں عذاب دین دنی دا جائے صفحہ ۱۹۵
کلمہ اک پکار یاد و جا ناہیں کو
صفحہ ۱۴۲
تے جو کہن ناپاک ہے دوزخ جاون سو
دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
صفحہ ۱۴۳ مکروہ تریہے روزے پنج نماز طلاق

میرے مکرم اڈیٹر صاحب سماچار۔ ذرا غور فرمایئے۔ کہ دوزخ کا موجب تین چیزیں بتائی ہیں۔ کلمہ توحید کا ترک کرنا۔ روزوں کا چھوڑنا۔ اور نماز کا ترک کرنا۔ حالانکہ بقول آپ کے چاہیئے کہ حصول دوزخ کیسوں کے ترک کرنے پر ہوتا۔ جیسا کہ آپ کا اعتقاد ہے۔ بس معلوم ہوا۔ کہ دعویٰ جدید موجودہ (کیسو والا) سکھوں نے ایجاد کیا ہے نہ کہ گرو صاحب نے:۔

(۴) اگر گورو صاحب قیامت کے منکر اور حساب کتاب کو بھی فرضی ہی جانتے تھے۔ تو ان شبدوں کا کیا مطلب:۔

نانک آکھے رہیماں سنیوں سکھ ہی
لیکھا رب منگیسیا بیٹھا کڈھ وہی

KHILAFAT LIBRARY

طلباں پوسن آکیاں باقی جنہاں رہی
عزرائیل فرشتہ ہوسی آئے سہی
آون جاون نہ سمجھے بھیڑی گلی بہی
کوڑ نکھٹی نانکا اوڑک سچ سہی
(گرنتھ صاحب محلہ ۱ صفحہ ۱۵۳)

چھڈو سب تماشاں قیامت نوں کر یاد
جھٹ ٹلسی روں جیوں بلیا میٹھے سواد
کھادا پیتا نکلے جیوں گھانی اندر تیل
رس رس کھادے بھوگتے سنگ کسنگے میل
(جنم ساکھی صفحہ ۱۵۲)

(۶) بالوں کا بڑھانا اور زیادہ لمبا کرنا قرب الٰہی کے لئے تکمیل کا باعث ہے یا نقصان کرنے کا۔ اگر بالوں کا زیادہ ہونا اور لمبا کرنا ہی تکمیل قرب الٰہی کا باعث ہے۔ تو بعض باوجود عبادت کے بے خبر ہونے کے خدا تعالےٰ کے زیادہ مقرب ہونے چاہئیں (حالانکہ یہ نہیں) پس معلوم ہوا۔ کہ بال خدا تعالےٰ کی رضا مندی بڑھانے کا باعث نہیں۔ اور اگر بالوں کا رکھنا واقع حصول نجات میں کارآمد نہیں۔ تو پھر اس پر زور کیوں؟ کیونکہ ہر ایک چیز میں یا فائدہ یا نقصان ہیں اگر کیسوں میں فائدہ نہیں۔ اور یقیناً نہیں تو نقصان تو ضرور ہوگا۔ جسے آئے دن مشاہدہ ثابت کر رہا ہے۔

(ادنےٰ خادم عبداللہ متعلم احمدیہ کالج قادیان)

وید مقدس اور حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ

نور کے گذشتہ پرچہ میں ہم قرآن پاک اور حضرت بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کی حسن عقیدت کے متعلق کما حقہ روشنی ڈال آئے ہیں۔ اب وید مقدس کے متعلق جناب بابا صاحب ممدوح کے ارشادات ملاحظہ کیجئے۔ (سورٹھ محلہ پہلا)

شاستر وید کے کہے وبھائی کرم کرو سنساری
پاکھنڈ میل نہ چوکئی بھائی انتر میل وکاری

مطلب یہ کہ اس وقت شاستر اور وید ہرگز اس قابل نہیں، کہ ان کے پڑھنے سے تزکیہ نفس اور قلبی صفائی حاصل ہو۔ اور خواہشات نفسانی کم ہوں۔ تو جب ان سے نہ روحانیت نہ خشیت نہ طہارت پیدا ہو۔ تو پھر اس کے پڑھنے سے کیا فائدہ؟

پھر اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ باوا صاحب نے اسبارے میں اپنی صاف رائے کو بھی بیان فرما دیا۔ کہ اس میں سے کسی کو کچھ کیا ملا؟ چنانچہ گرنتھ صاحب ملار محلہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آوئی نہ نج گھر ہوئے واس

یعنے اس زمانہ میں رشی اور منی کہلانے والے بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ لیکن وہ خدا اور خدا کے محامد جو خدا کے پاک بندوں پر آشکار ہوتے ہیں۔ وید ان سے ناآشنائے محض ہیں۔ پھر گرنتھ صاحب کے اسی ملار محلہ میں فرماتے ہیں ؎

ترگن بانی وید وچار ❊ بکھیا میل بکھیا وپار

گذشتہ لوگوں نے بھی ان ویدوں کو پڑھا۔ مگر پھر بھی گیان نہ پا سکے۔ پھر اسی موقعہ پر گرنتھ صاحب میں وید پڑھنے کے باوجود شانتی یعنی اطمینان قلب حاصل نہ ہونے کے متعلق فرماتے ہیں ؎

وید پڑھے ہرنام نا بوجھے ❊ مایا کارن پڑھ پڑھ لوجھے

کہ ویدوں کے پڑھنے سے شانتی تو کیا حاصل ہونی ہے۔ غرض اسی طرح بے شمار مقامات پر ویدوں کے متعلق باوا صاحب نے ایسی ہی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ اور ان کی اس رائے کو جو قرآن پاک کے متعلق آپ نے ظاہر فرمائی۔ اور اس رائے کو جو آپ نے ویدوں کے متعلق فرمائی۔ سامنے رکھ کر دیکھیں اور پھر ان کے عمل کو بھی مدنظر رکھ کر بتائیں۔ کہ کیا باوا صاحب مسلم عقائد کو پسند نہیں کرتے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوا ہو۔ وہ ہندوؤں کے مذہب سے تو بیزاری اور مسلمانوں کے مذہب سے انس ظاہر کرے۔ بلکہ اس کے مطابق اپنے عمل کو بھی اور اپنی صورت کو بھی بنائے ❊

بالشویک لیڈروں کے حالات

یہ وہ لوگ ہیں۔ جو صحیح معنوں میں بالشویک روس کے سیاسی قائد خیال کئے جاتے ہیں۔

لینن حقیقت یہ ہے۔ کہ لینن کی شخصیت کو سمجھنا آسان بات نہیں ہے۔ وہ ۲۲ اپریل ۱۸۷۰ء کو سمبرسک کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس کا باپ اپنے زمانہ میں ہو بجائی کونسل کا مشہور ممبر تھا۔ حکومت قازان میں اس کی والدہ کی چھوٹی سی جاگیر تھی۔ اور خاوند کی وفات کے بعد حکومت کی طرف سے پنشن ملتی رہی۔ لینن اور اوس کے دیگر بھائی اور ہمشیرہ ایک موقعہ پر پولیس کی نگہداشت میں تھیں۔ اس کا بڑا بھائی "سکندر" زار کے قتل کی پاداش میں پھانسی پر چڑھا یا گیا تھا ❊

لیکن تمام بالشویک رہنماؤں میں ایک بے نظیر ہستی تھی۔ ۱۸۸۷ء میں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد قازان یونیورسٹی میں داخل ہوا۔ لیکن بہت جلد وہاں سے حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں نکالا گیا۔

۱۸۹۱ء میں پھر پیٹرو گراڈ یونیورسٹی میں اس نے قانون اور اقتصادیات کا مطالعہ کیا۔ اور اسی سال پیٹرو گراڈ واپس لوٹا۔ جہاں کہ وہ لینن پھر اشتراکی سرگرمیوں کی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ اس دفعہ کی رو سے تین سال کے لئے سائبیریا میں نظر بند کیا گیا ❊

نیز لینن پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ کہ سزا کے ختم ہونے کے بعد وہ کسی بڑے شہر تعلیمی یا تجارتی مرکز میں نہیں رہ سکتا۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں رہائی کے بعد پھر بیرونی سفر اختیار کیا بیرونی ممالک میں اس کی اشتراکی سرگرمیاں ۱۹۱۷ء تک خاص طور پر مشہور ہیں۔ جن میں اخبار "اسکارہ" کی ادارت خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد اس کا دفعۃً روس میں واپس آنا حیرت انگیز ہے۔ اسی اثناء میں اس نے انگلستان اور دیگر ممالک یورپ کی سیر کی۔ اور انقلابی سوسائٹیوں سے بہت کچھ سبق حاصل کیا۔ یورپ میں اس کا جائے مقام عام طور پر "پودنیا" تھا۔ جو گلیشیا میں واقع ہے۔

وہ مختلف زبانوں مثلاً جرمنی اور انگریزی وغیرہ پر حاوی تھا۔ یقیناً وہ سب سے محیر العقول انقلاب قوت ہے۔ جو روسی انقلاب نے دنیا کے سامنے پیش کی۔ وہ بہت سی خوبیوں کا مالک تھا۔ جن میں سے مشہور ترین ذاتی ایثار و قوت ارادی و استقلال ہیں۔ اس کا مطمح نظر دنیا میں اشتراکی اصولوں کی تبلیغ تھی۔ اس کا ذاتی خرچ اتنا محدود تھا۔ کہ تمام بالشویکی لیڈروں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لینن ۱۹۲۳ء میں فوت ہوا ❊

ٹراٹسکی روس میں ٹراٹسکی کی شخصیت دوسرے درجہ پر ہے یہ ۱۸۷۷ء میں خراسان کی حکومت میں پیدا ہوا اور اس کا والد دوائی فروش تھا۔ لیبا برانسٹن اصلی نام ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

لیکن ٹراسکی ہی عام طور پر مشہور ہے۔ وہ یہودی ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں وہ سکول سے نکالا گیا۔ کیونکہ اس نے ایک خاص قسم کی شرارت میں حصہ لیا تھا۔ ۲۴ سال کی عمر میں اُڈیسیا کے مقام پر گرفتار ہوا۔ کیونکہ پولیس کو اس کی اشتراکی سرگرمیوں کا پتہ چل گیا تھا۔ اوسے مشرقی سائبیریا میں ۴ سال کے لئے جلاوطن کر دیا گیا۔ اپنی جلاوطنی کے تیسرے سال وہ فرار ہو کر ۱۹۱۵ء میں پیٹروگراڈ کی مزدور کانفرنس کے صدر کی معیت میں واپس آگیا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۸ سال کی تھی۔ انقلاب کی ناکامی پر وہ پھر گرفتار ہوا۔

اس دفعہ اسے تمام شہری حقوق سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور جنوبی سائبیریا میں تمام زندگی کے لئے جلاوطن کر دیا گیا۔ برزاف کے مقام پر اس نے قیام کیا۔ یہ وہ مقام ہے۔ جو ایک سے زیادہ روسی مدبرین کی آخری آرام گاہ ہے۔ جو زار یا زار ینہ کے معتوب ہوئے۔ ٹراٹسکی پولیس اور نگرانوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہوا وہاں سے روپوش ہو کر بیرونی ممالک میں پناہ گزین ہوا۔

دس سال تک اس نے یورپ کے تمام ممالک میں پناہ لی۔ اس کے گذارہ کی صورت یہ تھی۔ کہ مختلف اخبارات میں کام کرتا تھا۔ اور کتابیں چھاپ کر فروخت کرتا تھا۔ وہ جرمنی فرانسیسی اور انگریزی میں کافی مہارت رکھتا ہے۔ لڑائی کے شروع ہونے پر وہ پیرس میں تھا۔ جہاں ایک روسی اشتراکی اخبار اس کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔

جس وقت حکومت "بالشویک" کے ہاتھ آئی۔ اسوقت ٹراٹسکی وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ اس نے بڑی مستعدی سے کام شروع کیا۔ سرخ فوج کو منظم کرنے کا سہرا اسی کے سر ہے۔ فصاحت میں وہ لینن کے ہم پلہ ہے۔ وہ نہایت صفائی پسند ہے۔ اور سب بالشویک رہنماؤں میں زیادہ خوش نما لباس رکھنے والا ہے۔

لینن کی وفات کے بعد دوسرے عہدہ پر چلا گیا۔ لیکن جلدی ہی اختلاف ہونے کی وجہ سے جلاوطن کیا گیا۔ وہاں سے پھر واپس بلا لیا گیا۔ اور وزیر حرب مقرر ہوا۔ لیکن موجودہ صدر جمہوریہ کامریڈ اسٹالین سے پھر اس کا جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء میں اسے پھر ملک بدر کیا گیا۔ اور آج کل گمنامی کی حالت میں سائبیریا میں اپنے دن کاٹ رہا ہے۔

زینویف

زینویف ۱۸۸۳ء میں آفرین کے مقام پر پیدا ہوا۔ اوائل عمر ہی میں وہ لینن کے زیر اثر تھا۔ ہر ایک صحیح بالشویک کی طرح اُسے بھی زار کے ہاتھوں قید بھگتنے کے بعد ملک بدر کیا گیا۔ جنگ سے دس سال پہلے وہ مرکزی بالشویک کمیٹی کا سرگرم کارکن تھا۔ اور بہت عرصہ تک اس کا سکرٹری رہا۔ لڑائی کے شروع ہوتے ہی وقت وہ اپنے رہنما لینن کے ہمراہ گلیشیا میں تھا۔ اور ۱۹۲۴ء سے لے کر انقلاب تک لینن کے ساتھ بالشویک کے اخبارات میں کام کرتا رہا۔

مارچ ۱۹۱۹ء میں جب حکومت کا پایہ تخت ماسکو تجویز کیا۔ تو زینویف پیٹروگراف سویٹ کا صدر منتخب کیا گیا۔ لینن کے ماتحت تھرڈ انٹرنیشنل کا صدر زینویف ہی تھا۔ لیکن لینن کی وفات کے بعد کمیونسٹ پارٹی کا سکرٹری مقرر ہوا۔ دسمبر ۱۹۲۵ء کی کمیونسٹ کانگرس میں زینویف اور اسٹالین موجودہ صدر جمہوریہ کا باہم سخت اختلاف ہو گیا۔ جس سے تمام کانگرس زینویف کے خلاف ہو گئی۔ چند سال کے بعد زینویف تمام عہدوں سے دستبردار ہو گیا۔ اور اس طرح اس کی تمام طاقت کا خاتمہ ہو گیا۔

.... اب وہ معمولی شہری حیثیت میں سائبیریا کے کسی گمنام مقام پر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔

کیمونیف

کیمونیف ۴۰ سالہ نوجوان ہے۔ ذہانت میں لینن کا ہم پلہ ہے۔ اس کی کالی مونچھیں اور ڈاڑھی اس کی شخصیت کو اور زیادہ زبردست بنا دیتی ہے۔ اس کا اصلی نام روزنلفیلڈ ہے۔ امیر آدمی کا بیٹا ہونیکے علاوہ ماسکو یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہے۔ شروع ہی سے بالشویک خیالات کا حامی تھا۔ اور ۲۰ سال کی عمر میں پولیس کا معتوب ہوا۔ برسٹ لٹوسک کے عہدنامہ میں سب سے زیادہ مشہور نمائندہ کیمونیف ہی تھا۔ عہدنامہ کے بعد وائنا میں سفیر مقرر ہوا۔ لیکن وہاں قید ہو گیا۔ جہاں وہ جولائی ۱۹۱۹ء تک رہا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ ماسکو سویٹ کا صدر مقرر ہوا۔ اور صدر جمہوریہ کی غیر حاضری میں حکومت کے تمام فرائض انجام دیتا رہا۔

چیچرن

موسیو چیچرن موجودہ حکومت میں وزیر خارجیہ کا عہدہ سنبھالے ہوئے ہے۔ یہ بالشویک پارٹی میں سب سے زبردست شخصیت ہے۔ شاہی حکومت میں چیچرن ایک خطاب یافتہ رئیس تھا اس زمانہ میں اس نے دفتر خارجیہ میں بھی کام کیا۔ لیکن بالشویکوں سے ہمدردی کرنے کی وجہ سے اسے استعفا دینا پڑا ÷

چیچرن کو بھی دوسروں کی طرح تکالیف کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ ملک بدر کیا گیا۔ وہ مختلف ممالک کی سیاحت کی وجہ سے فرانسیسی۔ جرمنی اور انگریزی زبانوں پر خوب حاوی ہو گیا۔ ۱۹۰۷ء میں وہ برلن کی بالشویک پارٹی کا سرگرم کارکن تھا۔ ۱۹۰۸ء میں جرمنی پولیس نے اسے گرفتار کیا۔ اور جعلی نام بتانے کی پاداش میں جرمنی سے جلاوطن کیا گیا لڑائی کے دوران میں لنڈن رہا۔ جہاں اس نے بالشویک پارٹی کو از سر نو زندہ کیا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء میں واپس روس آیا۔ اور عہدنامہ برسٹ لیٹوسک کے بعد وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ اور اس عہدہ پر تا حال متمکن ہے۔ چیچرن کی عمر کوئی

۱۷ نومبر کو یاد رکھیئے

کیونکہ ۱۷ نومبر تک موتی سرمہ فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ اکسیر البدان ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے۔ موتی دانت پوڈر ایک روپیہ۔ اکسیر معدہ دو روپے۔ اکسیر جریاں عہ۔ اکسیر دمہ ؏۔ ست سلاجیت ایک چھٹانک عہ میں بغیر معمولی رعایت یعنی فی روپیہ ۴ر اور چھ روپیہ تک کی قیمت کی ادویہ خریدنے والے سے علاوہ اس رعایت کے محصولڈاک بھی معاف کر دیا گیا۔ ایسے مواقع روز روز نہیں آتے محض ان ادویہ کی شہرت کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ لہذا آپ نہ صرف خود ہی شریک ہوں۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی اس میں شامل کریں۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ ادویات مفید نہ ہوں۔ تو حلفیہ شہادت پر اپنی قیمت فی الفور واپس لیں۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پچاس سال کے قریب ہوگی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی سرخ آنکھیں۔ گندمی رنگ۔ میانہ قد۔ پتلی ناک اور ڈاڑھی خاص طور پر نمایاں ہے۔ بیچرن تمام دن اور رات اپنے ملک کی بہتری اور بہبود کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور اسی لئے ملک میں مقبول ہے*

KHILAFAT LIBRARY

عـــ۲۹۱۰ میں محمد صابر علی شاکر ولد بڈھا شاہ قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر قریباً ۲۶ سال تاریخ بیعت جون ۲۵ء ساکن موضع چک قریشیاں ڈاکخانہ قلعہ سوبھا سنگھ سٹیشن ریلوے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط۔ المرقوم 28/8 * العبد موصی: محمد صابر علی شاکر۔ سیکنڈ ماسٹر ڈی۔ بی مڈل سکول گھٹیالیاں تحصیل پسرور۔ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ شیخ غلام رسول احمدی دوکاندار گھٹیالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ تاجدین (لائل پوری) مولوی فاضل سکرٹری تعلیم وتربیت انجمن احمدیہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ 28/8

وصیت عـــ۲۹۱۷ : میں مسمات بھاگو زوجہ پیر محمد قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت یکم جنوری ۱۹۱۰ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ اگر میری اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے

رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔

۳۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۱۶ مرلے کنال اراضی بارانی جو میرے خاوند کی جائداد متروکہ میں سے مجھے ملی ہے جس کی قیمت اس وقت اندازاً ۵۰۰ پانچ سو روپیہ ہے فقط۔ کاتب الحروف سکندر علی مہاجر سکنہ بھینی بانگر۔ محلہ قادیان۔ گواہ شد:۔ سکندر علی مہاجر ساکن بھینی بانگر۔

نور کا نور محمدی نمبر

مکرم بابو غلام محی الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر کی یہ تجویز قابل قدر ہے۔ کہ نور کا نور محمدی نمبر بڑی شان سے نکالا جائے۔ میں اس کے لئے بفضلِ خدا آمادہ ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا کار خیر ہو سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ نور محمدی نمبر ہر طرح اپنی نظیر آپ ہی ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے کرم سے اس کے مضامین کا بیشتر حصہ سکھوں۔ سناتنیوں۔ آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کے مضامین پر مشتمل ہوگا۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کے گرنتھوں اور عیسائیوں وغیرہ کے الہامی کتب کے بہترین اقتباسات انشاء اللہ اس نمبر کی شان کو اور بھی دوبالا کردینگے اور پھر ایسے کارٹون اور فوٹوز جن میں اسلام سے قبل کے دنیا کے تمدنی اور روحانی اور اسلام کے بعد کی تمدنی اور روحانی زندگی کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا جائے گا۔ جس سے انشاء اللہ یہ خاص نمبر اس قسم کے سب پہلے نمبروں کے ریکارڈ کو مات کردے گا۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ کم از کم پانچ ہزار درخواستیں پیشگی پہنچ جانی چاہئیں۔ ایک صد کاپی کے لئے سب سے پہلے بابو غلام محی الدین صاحب نے آرڈر دے کر بلکہ نقد قیمت بھیجکر اس کار خیر کی ابتدا کردی ہے۔ ۹۹ اور ایسے ہی مہربانوں کی ضرورت ہے۔ جو اسلامی شان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقار کے لئے اپنے دل میں خاص سوز رکھتے ہوں۔ حجم ۴۴ صفحات قیمت فی پرچہ ۴ر ہوگی۔ اگر کوئی صاحب سو کاپی نہ خرید سکیں۔ تو جتنی بھی اللہ تعالےٰ توفیق دے اس کار خیر میں حصہ لیں*

محلہ قادیان۔ بقلم خود + گواہ شد:۔ مسمات بھاگو زوجہ پیر محمد قوم جٹ۔ ساکن تلونڈی جھنگلاں۔ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور گواہ شد:۔ برکت علی پسر موصیہ ساکن تلونڈی جھنگلاں۔ بقلم خود*

وصیت عـــ۲۹۲۰۔ میں عزیزہ بیگم زوجہ خانصاحب برکت علی قوم شیخ عمر قریباً ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن ہوشیارپور (حال قادیان) ڈاکخانہ ہوشیارپور (قادیان) تحصیل ہوشیارپور ضلع ہوشیارپور (گورداسپور) بقائمی ہوش و

حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے

۱۔ مکان پختہ واقعہ جالندھر قیمتی ۵۰۰۰ روپیہ۔ (۲) مکان رہن بابو فیروز الدین والا واقعہ قادیان منجانب خاوند خود بحقہ برابر۔ میرے حصہ کی قیمت ۶۰۰ روپیہ (۳) زیورات قیمتی اندازاً ۱۵۰۰ اس میں مہر کی رقم شامل ہے۔ میں جائداد مندرجہ بالا کی جس کی قیمت اس وقت ۷۱۰۰ روپیہ ہے۔ 1/8 حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/8 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ کاتب الحروف (خانصاحب) برکت علی بقلم خود۔ گواہ شد: (خانصاحب) برکت علی بقلم خود خاوند موصیہ۔ العبد عزیز بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید منظور علی رئیس ممبر سمال ٹون کمیٹی قادیان 28/8 ۱۹*

وصیت عـــ۲۹۲۳ عبد المجید خاں ولد برکت علی خاں راجپوت عمر ۲۸ سال پیشہ زراعتکاری ساکن راہوں ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی تخمیناً پچاس گھماؤں ہے۔ مکان رہائشی قیمتی تخمیناً چار صد روپیہ ہے۔ ۱۰ اگست ۲۸ء۔ العبد عبد المجید خاں موصی بقلم خود سکرٹری انجمن احمدیہ راہوں۔ گواہ شد:۔ حاجی رحمت اللہ امیر جماعت احمدیہ راہوں بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال بقلم خود*

KHILAFAT LIBRARY

موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی ہے

ہم نے اپنے موتی سرمہ کا نسخہ بہت غور و فکر تجربہ و احتیاط کے بعد انتخاب کیا ہے۔ جو عمدہ کھرل میں خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔ اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت حاصل کر چکا ہے۔ کہ اب نہ صرف باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہی ہو چکا ہے۔ بلکہ ڈاکٹر لوگ بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ بلاشبہ اس سرمہ پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال ناخونہ۔ گوہانجی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف عہ (دو روپے آٹھ آنہ) محصولڈاک علاوہ۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اس سرمہ نے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے قلیل عرصہ میں کس قدر شہرت و قبولیت حاصل کر لی ہے۔ اس کے لئے آپ بکثرت شہادتوں میں سے حسب ذیل چند شہادتوں کے ملاحظہ سے بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

ڈاکٹر کی شہادت جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب جنرل ہسپتال داکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں ؛

ایک دوسرے ڈاکٹر کی شہادت جناب ڈاکٹر بشیری ایم۔ ڈی۔ نمبر اسکیشن لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکثر مریضوں کو آپ کا سرمہ استعمال کرایا گیا۔ بلاشبہ یہ سرمہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔ دو تولہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں ؛

جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی شہادت جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ بلاد یورپ و جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ حال ناظر امور عامہ قادیان لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا موتی سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا ؛

حضرت مولوی شیر علی صاحب کی شہادت حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ خواتین قادیان اس سرمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مدرسۃ الخواتین کی ایک طالبہ ککروں کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کا سرمہ چند روز تک استعمال کیا۔ جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ میں یہ اطلاع آپ کو اس لئے دیتا ہوں۔ تاکہ اور لوگ بھی آپ کے سرمہ کی اس خوبی سے آگاہ ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکیں ؛

اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ جناب قاضی محمود الحسن صاحب سٹور کیپر زراعتی فارم گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ اس سے قبل دو بار آپ سے سرمہ منگوا چکا ہوں جو کہ مختلف احباب کو دیا گیا۔ ان میں سے دو کی آنکھیں تو سخت خراب تھیں۔ ایک تو چند گز سے بھی آدمی کو پہچان نہ سکتا تھا۔ اب وہ چند گز کیا بلکہ کافی سے زیادہ فاصلہ سے آدمی کو پہچان سکتا ہے۔ یہی حال قریباً دوسرے کا تھا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے آپ کے سرمہ میں تاثیر دی۔ ان کے تقاضا پر یہ خط لکھ رہا ہوں کہ بدیں خط ہذا دو تولہ سرمہ بذریعہ وی پی جلد بھیجد یجئے ؛

پتہ:۔ [illegible] نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب

اکسیر البدن نے کمال کر دیا ہے

جس نے ایک دفعہ بھی استعمال کی۔ وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا۔ ذرا اس کے فوائد پر تو نظر ڈالیے۔ (۱) موسمی عوارض بخار۔ نزلہ۔ زکام و کھانسی وغیرہ سے آپ کی حفاظت کریگی (۲) پٹھوں کو مضبوط بنائیگی۔ (۳) دل و دماغ کو تقویت دیگی۔ (۴) گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کریگی (۵) جسم کو چست بنائیگی۔ (۶) دل میں نئی امنگ (۷) اعضاء میں نئی ترنگ (۸) اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کریگی (۹) معدہ کو تقویت دیگی (۱۰) اگر آپ جوان ہیں تو آپ کی جوانی کی حفاظت کریگی (۱۱) اگر آپ بوڑھے ہیں تو بڑھاپے کے عوارض سے آپ کو بچائیگی۔ (۱۲) اگر آپ کمزور ہیں۔ تو آپ کو زور آور بنائیگی (۱۳) اگر آپ زور آور ہیں۔ تو آپ کو شہ زور کریگی۔ غرضیکہ اکسیر البدن کے استعمال کے بعد آپ خوب محنت کر کے روپیہ کما سکیں گے۔ جس سے آپ اور آپ کے بال بچے خوشی سے زندگی بسر کرینگے۔ اور عمدہ صحت پا کر آپ خدا کی عبادت بھی خوب بجا لائیں گے۔ جس سے آپ خدا کی خوشنودی حاصل کر کے دین و دنیا میں کامیاب ہونگے۔ لہذا اگر آپ کو اپنی صحت کا کچھ بھی خیال ہے۔ جس کے بغیر بلاشبہ انسان زندہ درگور ہے۔ تو پھر آپ کو آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے (صہ) محصولڈاک علاوہ۔ کثرت شہادتوں میں سے چند ایک ملاحظہ کیجئے ؛

پلیڈر ہائیکورٹ کی شہادت۔ جناب محمد یعقوب خاں صاحب بی۔ اے پلیڈر ہائی کورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے آپ کی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی۔ اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس دوا کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بہت مفید پایا۔ وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہے۔ انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے"

ایک سٹیشن ماسٹر کی شہادت:۔ جناب شیخ فضل کریم صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر لارنس پور ضلع کیمبل پور سے لکھتے ہیں کہ میں نے گذشتہ رمضان میں آپ کی تیار کردہ اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک آپ سے منگوائی تھی۔ میں اس کے استعمال سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ واقعی یہ دوا آپ کے اشتہار کے مطابق اپنے اندر فوائد رکھتی ہے۔ بدن میں چستی چالاکی پیدا کرتی ہے۔ دماغ کو قوت دیتی ہے۔ تھکان دور کرتی ہے۔ قبض کشا ہے۔ زکام نزلہ وغیرہ کی شکایت رفع کرتی ہے احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس مفید چیز سے ضرور فائدہ اٹھائیں ؛

ایک حکیم کی شہادت:۔ جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں کہ یہ دوا مجھے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اعصابی کمزوری، درد کمر جاتا رہا۔ نزلہ کی شکایت اور سستی کافور ہو گئی۔ بھوک کھل گئی۔ میں طبی خیال سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ بے شک یہ دوا ہر مرد و عورت پیر و جوان کے لئے مفید ہے"

اکسیر البدن نے میری کایا پلیٹ دی۔ جناب مراد بخش صاحب فلائی کور کوہاٹ چھاؤنی سے لکھتے ہیں۔ کہ جب سے اکسیر البدن کا استعمال شروع کیا ہے۔ پٹھوں میں درد کی جو شکایت تھی رفع ہو گئی ہے۔ سستی میں کمی ہے دماغ میں اٹھتے بیٹھتے وقت جو چکر آتا تھا جاتا رہا۔ دماغی کمزوری دن بدن دفع ہو رہی ہے۔ پہلے درد کمر بہت ہوتا تھا۔ اب دو روز سے بالکل آرام ہے۔ پیٹ میں جو گڑگڑاہٹ تھی وہ جاتی رہی۔ اب تو بھوک خوب لگتی ہے"

اس سے بڑھ کر اور کیا جادو اثر ہو سکتا ہے۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جس سے آپ نئی زندگی حاصل کرینگے ؛

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب